فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاوی یسئلونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیس دارالافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

جمعۃ المبارک 23 رمضان المبارک 1444 14 اپریل 2023

خصوصی شمارہ
بابت ماہِ رمضان

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- مرحومین کی طرف سے صدقہ فطر کی ادائیگی
- روزے میں احتلام ہوجانا اور غسل کا طریقہ
- نماز میں قرآن دیکھ کر تلاوت کا حکم
- فیس کے لیے جمع کی گئی رقم پر زکوٰۃ
- وراثت میں ملے ہوئے گھر پر زکوٰۃ کا مسئلہ

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

زیر اہتمام: فقہ اکیڈمی کراچی، C-335، بلاک -1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

مرحومین کی طرف سے صدقہ فطر کی ادائیگی

سوال: کیا صدقہ فطر مرحومین کی طرف سے یا ان کے نام پر دیا جا سکتا ہے؟ اس مسئلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

جواب: جو شخص عید الفطر کے روز طلوع فجر کے وقت زندہ ہو اور صدقۃ الفطر کے نصاب کا مالک ہو اس پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے فطرہ ادا کرنا لازم ہے۔ اگر عید کی نماز سے پہلے فطرہ ادا نہیں کیا تو دوسرے وقت ادا کرنا لازم ہے۔ اگر موقع نہیں ملا موت کا وقت قریب ہو گیا تو وصیت کرنا لازم ہے۔ اگر وصیت کی اور مال بھی چھوڑا تو ورثاء کے ذمے تہائی مال کی حد تک فطرہ ادا کرنا لازم ہے۔ اگر وصیت نہیں کی یا مال نہیں چھوڑا تو ورثاء کے ذمے میت کی طرف سے فطرہ ادا کرنا لازم نہیں۔ تاہم اگر اپنی خوشی سے ادا کر دیں تو ان شاء اللہ تعالی میت بری الذمہ ہو جائے گی۔

مسألة: [زكاة الفطر يسقطها الموت] قال أبو جعفر: (ومن مات وعليه زكاة الفطر، أو زكاة مال: لم يؤخذ ذلك من تركته إلا أن يشاء ورثته أن يتبرعوا بها عنه، وإن أوصى بها: كانت من الثلث). والدليل على ذلك أيضًا: ما حدثنا دعلج بن أحمد قال: حدثنا [...] قال: حدثنا عمر بن أبي بكر قال: حدثنا عمرو بن علي بن أبي جناب الكلبي عن الضحاك عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من كان له مال يبلغ حج بيت الله، فلم يفعل، ومن كان له مال يبلغ الزكاة، فلم يزكه: سأل الرجعة عند الموت». فقال له رجل: اتق الله يا ابن عباس! إنما يسأل الكافر الرجعة. فقال: أنا أقرأ به عليك قرآنًا {يا أيها الذين آمنوا لا تلهكم أموالكم ولا أولادكم عن ذكر الله ومن يفعل ذلك فأولئك هم الخاسرون (٩) وأنفقوا من ما رزقناكم من قبل أن يأتي أحدكم الموت فيقول رب لولا أخرتني إلى أجل قريب فأصدق وأكن من الصالحين}. فلولا فوات الأداء بالموت لما سأل الرجعة؛ لأنه حينئذ يتخول في المال، فلا يلحقه تفريط، وينتقل ما كان له إلى الورثة، وهذا يدل على سقوطها وحصول التفريط فيها. (شرح مختصر الطحاوي للجصاص (٢/ ٣٥٧)

وذلك لأنها عبادة يسقطها الموت، والدليل عليه سائر العبادات؛ ولأن الميت لا يجوز أن يبقى عليه حكم العبادات في أحكام الدنيا.

(تجب) وحديث «فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم زكاة الفطر» معناه قدر للإجماع على أن منكرها لا يكفر (موسعا في العمر) عند أصحابنا وهو الصحيح بحر عن البدائع معللا بأن الأمر بأدائها مطلق الزكاة على قول كما مر، ولو مات فأداها وارثه جاز (وقيل مضيقا في يوم الفطر عينا) فبعده يكون قضاء واختاره الكمال في تحريره ورجحه في تنوير البصائر (على كل) حر (مسلم) ولو صغيرا مجنونا (الدر المختار، ٢/٣٥٧)

(قوله: كما مر) عند قول المتن: وافتراضها عمري إلخ (قوله: جاز) في الجوهرة: إذا مات من عليه زكاة أو فطرة أو كفارة أو نذر لم تؤخذ من تركته عندنا إلا أن يتبرع ورثته بذلك وهم من أهل التبرع ولم يجيزوا عليه وإن أوصى تنفذ من الثلث. اهـ (رد المحتار، ٢/٣٥٩)

رجل تصدق على الميت أو دعا له فإنه يصل الثواب إلى الميت إذا جعل ثواب عمله لغيره من المؤمنين جاز كذا في السراجية (رد المحتار، ٨/٥١٠)

روزے میں احتلام ہو جانا اور غسل کا طریقہ

سوال: اگر روزے کی حالت میں احتلام ہو جائے تو کیا روزے پر فرق پڑتا ہے؟ نیز روزے کی حالت میں غسل کا طریقہ بتا دیں۔

جواب: روزے کی حالت میں کسی کو احتلام ہو جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ احتلام کے بعد روزے کی حالت میں غسل کا وہی طریقہ

ہے جو عام حالات میں ہے، البتہ روزے میں کلی کرتے وقت غرارے نہ کرے اور ناک میں پانی اوپر تک نہ چڑھائے، اگر ناک میں پانی چڑھانے سے پانی ناک کی نرم ہڈی سے اوپر چلا گیا، یا غرارہ کرنے سے پانی حلق میں چلا گیا تو اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا، اس لیے روزے کی حالت میں غسل کرتے ہوئے صرف منہ بھر کر کلی کرنی چاہیے اور احتیاط سے ناک کے نرم حصے تک پانی چڑھانا چاہیے۔

"والترتيب في المضمضة والاستنشاق سنة عندنا. كذا في الخلاصة، والمبالغة فيهما سنة أيضا. كذا في الكافي وشرح الطحاوي إلا أن يكون صائما. كذا في التتارخانية، وهي في المضمضة بالغرغرة. كذا في الكافي، وفي الاستنشاق: أن يضع الماء على منخريه ويجذبه حتى يصعد إلى ما اشتد من أنفه. كذا في المحيط". (الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، باب الوضوء، فصل فى المستحبات: ١/ ٨)

"وإن تمضمض أو استنشق فدخل الماء جوفه، إن كان ذاكرا لصومه فسد صومه، وعليه القضاء، وإن لم يكن ذاكراً لا يفسد صومه ، كذا في الخلاصة، وعليه الاعتماد". (الفتاوى الهندية، كتاب الصوم الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد: ١/٢٠٢)

نماز میں قرآن دیکھ کر تلاوت کا حکم

سوال: تراویح میں یا فرض نماز میں قرآن ہاتھ میں لے کر دیکھ کر تلاوت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اسی طرح خواتین اپنی تراویح پڑھ رہی ہوں تو دیکھ کر تلاوت کرسکتی ہیں؟ رہنمائی فرمادیں، جزاکم اللہ خیراً

جواب: فرض نماز ہو یا تراویح کی نماز ہو، یا نفل نماز ہو، قرآن ہاتھ میں لے کر اس سے دیکھ کر تلاوت کرنا، یا ہاتھ میں لیے بغیر دیکھ کر تلاوت کرنا نماز میں جائز نہیں فقہاء کرام نے اسے عمل کثیر قرار دیا ہے، اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

« قلت: القراءة من مصحف في الصلاة مفسدة عند أبي حنيفة لأنه عمل كثير، وعند أبي يوسف ومحمد يجوز، لأن النظر في المصحف عبادة، ولكنه يكره لما فيه من التشبه بأهل الكتاب في هذه الحالة، وبه قال الشافعي وأحمد، وعند مالك وأحمد في رواية. لا تفسد في النفل فقط». عمدة القاري شرح صحيح البخاري، باب امامة المولى والعبد: ٥/ ٢٢٥)

(وقراءته من مصحف) أي ما فيه قرآن (مطلقا) (قوله أي ما فيه قرآن) عممه ليشمل المحراب، فإنه إذا قرأ ما فيه فسدت في الصحيح بحر (قوله مطلقا) أي قليلا أو كثيرا، إماما أو منفردا، أميا لا يمكنه القراءة إلا منه أو لا (قوله لأنه تعلم) ذكروا لأبي حنيفة في علة الفساد وجهين. أحدهما: أن حمل المصحف والنظر فيه وتقليب الأوراق عمل كثير. والثاني أنه تلقن من المصحف فصار كما إذا تلقن من غيره". (الدر المختار مع رد المحتار، باب مفسدات الصلاة: ١/ ٦٢٤)

فیس کے لیے جمع کی گئی رقم پر زکوٰۃ

سوال: میرے پاس زکوٰۃ کے بقدر رقم ہے، لیکن مجھے یونی ورسٹی کی فیس جمع کروانی ہے، جس کے بعد میرے پاس کچھ نہیں بچے گا تو کیا پھر بھی زکوٰۃ دینا لازمی ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر زکوٰۃ کا سال مکمل ہونے کی تاریخ آنے سے پہلے پہلے آپ یونیورسٹی کی فیس ادا کردیتے ہیں تو اس رقم کی زکوٰۃ آپ پر لازم نہیں، لیکن اگر زکوٰۃ کے حساب کی مقررہ تاریخ آنے کے بعد بھی رقم آپ کے پاس موجود ہے، ابھی تک فیس ادا نہیں کی، تو اس جمع شدہ رقم کی زکوٰۃ دینا آپ پر لازم ہے۔

"فإذا كان له دراهم مستحقة بصرفها إلى تلك الحوائج صارت كالمعدومة، كما أن الماء المستحق بصرفه إلى العطش كان كالمعدوم وجاز عنده التيمم. اهـ. وظاهر قوله فإذا كان له دراهم إلخ أن المراد من قوله: وفارغ عن حاجته الأصلية ما كان نصابا من النقدين أو أحدهما فارغا عن الصرف إلى تلك الحوائج، لكن كلام الهداية مشعر بأن المراد به نفس الحوائج، فإنه قال: وليس في دور السكنى وثياب البدن وأثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة؛ لأنها مشغولة بحاجته الأصلية وليست بنامية. اهـ. وبه يشعر كلام

المصنف الآتي أيضا۔۔۔ فالأولى التوفيق بحمل ما في البدائع وغيرها، على ما إذا أمسكه لينفق منه كل ما يحتاجه،فحال الحول وقد بقي معه منه نصاب فإنه يزكي ذلك الباقي،وإن كان قصده الإنفاق منه أيضا في المستقبل؛ لعدم استحقاق صرفه إلى حوائجه الأصلية وقت حولان الحول، بخلاف ما إذا حال الحول وهو مستحق الصرف إليها۔۔۔(وشرطه) أي شرط افتراض أدائها (حولان الحول) وهو في ملكه (وثمنية المال كالدراهم والدنانير) لتعينهما للتجارة بأصل الخلقة فتلزم الزكاة كيفما أمسكهما ولو للنفقة(قوله: ولو للنفقة) تقدم الكلام في ذلك فلا تغفل".(الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الزكوٰة:٢/٢٦٢)

وراثت میں ملے ہوئے گھر پر زکوٰۃ کا مسئلہ

سوال: چار بچوں کو ماں باپ کی طرف سے وراثت میں ایک گھر ملا۔ سب سے بڑے بھائی نے کہا کہ تم تینوں بھائیوں کو تم لوگوں کا حصہ دے کر یہ گھر میں خرید لیتا ہوں، تینوں چھوٹے بھائی راضی ہو گئے۔ گھر کی قیمت چھ کروڑ اس وقت کی مارکیٹ ویلیو کے حساب سے مقرر ہوئی۔ اب بڑے بھائی نے تینوں کو ڈیڑھ ڈیڑھ کروڑ دینے ہیں، مگر وقت نہیں بتایا کہ کب تک سب کو پیسے دے گا۔ ایک سال تو گزرنے والا ہے، مزید کتنے سال لگیں یہ بھی پتہ نہیں، کیوں کہ بڑے بھائی کے مالی وسائل سے بھی نہیں لگتا کہ وہ ساڑھے چار کروڑ کیسے دے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ چھوٹے بھائیوں کو اس ڈیڑھ کروڑ روپے پر زکوٰۃ ابھی سے دینی ہو گی یا جب وہ رقم ان کو مل جائے گی تب سے زکوٰۃ دینی ہو گی؟ برائے کرم رہنمائی فرمائیں۔

جواب: صورت مسئولہ میں جب تک بڑا بھائی اپنے چھوٹے بھائیوں کے حصے کی رقم ان کو ادا نہیں کرتا اس وقت تک چھوٹے بھائیوں کے ذمے اس رقم کی زکوٰۃ لازم نہیں۔

وأما الدين الضعيف فهو الذي وجب له بدلا عن شيء سواء وجب له بغير صنعه كالميراث... ولا زكاة فيه ما لم يقبض كله ويحول عليه الحول بعد القبض. (بدائع الصنائع،٢/١٠)

اعلم أن الديون عند الإمام ثلاثة: قوي، ومتوسط، وضعيف؛ (فتجب) زكاتها إذا تم نصابا وحال الحول... ويعتبر ما مضى من الحول قبل القبض في الأصح، ومثله ما لو ورث دينا على رجل (الدر المختار،٢/٣٠٥)

(قوله: ومثله ما لو ورث دينا على رجل) أي مثل الدين المتوسط فيما مر ونصابه من حين ورثه رحمتي، وروي أنه كالضعيف فتح وبحر، والأول ظاهر الرواية، وشمل ما إذا وجب الدين في حق المورث بدلا عما هو مال التجارة أو بدلا عما ليس لها نتارخانية؛ لأن الوارث يقوم مقام المورث في حق الملك لا في حق التجارة فأشبه بدل مال لم يكن للتجارة محيط... والحاصل أنه إذا قبض منه شيئا وعنده نصاب يضم المقبوض إلى النصاب ويزكيه بحوله، ولا يشترط له حول بعد القبض. (رد المحتار،٢/٣٠٦)

(وسببه) أي سبب افتراضها (ملك نصاب حولي) نسبة للحول لحولانه عليه (تام) بالرفع صفة ملك، خرج مال المكاتب. (الدر المختار،٢/٢٥٩)

ختم شد